اکیسواں باب

ابو طالب کے سامنے سردارانِ قریش کا تیسرا وفد

۱۴۸ مشرکین مکہ تیسری مرتبہ وفد کی شکل میں ابو طالب کے پاس

۱۴۹ ابو طالب سے عُمارہ بن ولید کے بدلے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو حاصل کرنے کی کوشش

۱۵۰ ابو طالب کے جواب سے قریش کی شدید مایوسی

اکیسواں باب

ابو طالب کے سامنے سردارانِ قریش کا تیسرا وفد

آپ نے دیکھا کہ جبریلِ امین جب پچھلی مرتبہ تشریف لائے تو اس پیغام کے ساتھ تھے کہ:
اے نبی، ان کی فضول باتوں پر اپنے رب کا فیصلہ آنے تک صبر کریں، ان نابکاروں سے آپ کی دیکھ بھال و حفاظت کا ہم نے ذمہ لیا ہے۔ اس پیغام نے نبی ﷺ اور آپؐ کے ساتھیوں کو اپنی کام یابی کے بارے میں انتہا درجے کا اعتماد مہیا کیا تھا۔ مشرکین اُن کے اس اعتماد اور مسلمانوں کے اپنے دین کے ساتھ جماؤ پر حیران اور پریشان تھے، انھوں نے ایک چال چلی:

مشرکین مکہ تیسری مرتبہ وفد کی شکل میں ابو طالب کے پاس:

اس سال کے آغاز میں مشرکین ابو طالب کو دھمکی[۴۹] دینے کو تو دے آئے تھے مگر جانتے تھے کہ اس قبائلی سیٹ اپ میں یہ محمد ﷺ کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتے جب تک کہ آپؐ کو سردارِ قبیلہ ابو طالب کی حمایت حاصل ہے تاوقتیکہ وہ مکہ میں ایک شدید تہ و بالا کر دینے والی خون ریزی کے لیے تیار نہ ہو جائیں، وہ اس ہول ناک خوں ریزی کے لیے تیار نہ تھے اور نہ ہی یہ جانتے تھے کہ اگر یہ شروع ہو گئی تو خون کے اس سمندر کی تہ میں کون ڈوبے گا اور کون بالا رہے گا یا یہ کہ کوئی بھی زندہ نہ رہے گا[۵۰]۔ جب سردارانِ مکہ نے دیکھا کہ محمد ﷺ اپنا کام کیے جا رہے ہیں اور آپؐ کے حامیوں میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے، حد تو یہ ہے کہ اب دوسرے حج کا زمانہ بھی آ جائے گا، تو وہ

۴۹ ایک ایسی جنگ شروع ہو گی جو ایک فریق کے کامل مٹ جانے پر ختم ہو گی۔

۵۰ اس بات کو یوں ہلکا نہ لیا جائے کہ بنو مطلب اور بنو ہاشم کے چند مردوں کو قتل کرنا کیا مسئلہ تھا؟ قبائل الگ الگ ہونے کے باوجود آپس میں گندھے ہوئے تھے، بیٹیاں باہم ایک دوسرے قبائل میں تھیں۔ جنگ شروع ہونے پر یہ رشتہ داریاں اپنا رنگ دکھاتیں اور یوں قریش کے اندر ہی ایک نہ ختم ہونے والی خوں ریزی شروع ہو جاتی۔ اس حمیت کی مثال یہ ہے کہ محمد ﷺ کے دشمنِ اعظم ابو لہب نے اپنے بھانجے ابو سلمہ بن عبدالاسد مخزومی کو (جو ابو جہل کا چچازاد بھائی بھی تھا اور مخزومی اُس کے درپے آزار تھے) اسلام لانے پر پناہ دینے کا اعلان کیا جب کہ وہ اپنے سگے بھتیجے کو امان دینے کے لیے تیار نہ تھا۔

جان گئے کہ ابو طالب آپؐ کو بے یار و مدد گار چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہیں اور اس معاملے میں پورے مکہ والوں کی مخالفت اور دشمنی مول لینے کو تیار ہیں۔ تو انھیں ایک اور تدبیر سوجھی، اُن کا خیال تھا (در حقیقت اُنھیں وہم ہوا) کہ ابو طالب کو اصل دل چسپی اپنی سپاہ میں ایک جوانِ رعنا سے ہے اور بس کچھ نہیں و گرنہ تو محمد ﷺ کے دین پر وہ ایمان نہیں لائے تھے اور برملا اپنے آپ کو عبد المطلب کے دین کا پیرو کار بتاتے اور اسی دین پر مرنے کا ارادہ و عزم کرتے تھے۔

ابو طالب سے عُمارہ بن ولید بن مغیرہ کے بدلے نبی ﷺ کو حاصل کرنے کی کوشش: چناں چہ وہ لوگ[51] ولید بن مغیرہ کے بیٹے عُمارہ کو اپنے ہم راہ لے کر ابو طالب کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ: اے ابو طالب! یہ قریش کا سب سے اسمارٹ، خوبصورت، بہادر اور عمدہ نوجوان ہے[52]، اس کی دیت اور نصرت کے آپ حق دار ہوں گے، یہ آپ کے بیٹوں سے زیادہ آپ کا فرماں بردار ہو گا، آپ اسے اپنا متبنیٰ (منہ بولا بیٹا بنا لیں) سمجھیں یہ آپ کا ہو گیا اور اس کے بدلے میں آپ اپنے اس بھتیجے کو ہمارے حوالے کر دیں جس نے آپ کے آبا و اجداد کے دین کی مخالفت کی ہے۔ آپ کی قوم کا شیرازہ منتشر کر رکھا ہے اور ان کی عقلوں کو حماقت زدہ بتلایا ہے تاکہ ہم اسے قتل کر دیں۔ بس یہ ایک آدمی کے بدلے ایک آدمی کا حساب ہے۔

ابو طالب نے کہا: اللہ کی قسم! کتنا بُرا سودا ہے جو تم لوگ مجھ سے کر رہے ہو۔ تم اپنا بیٹا مجھ پر چھوڑتے ہو کہ میں اسے کھلاؤں پلاؤں، پالوں پوسوں اور میرا بیٹا مجھ سے طلب کرتے ہو کہ تم اسے قتل کر دو۔ اللہ کی قسم! یہ ناانصافی ہے، ایسا نہیں ہو سکتا۔ یہ تو ایسا معاملہ ہے جو کبھی طے نہیں ہو

---

۵۱ اس وفد میں سردارانِ قریش کے دیگر افراد کے علاوہ بنو عبد مناف میں سے مُطعِم بن عدی بھی شامل تھا۔ اس شخص سے بنو ہاشم حمایت کی توقع رکھتے تھے، جس کے نہ ملنے پر ابو طالب شکوہ کرتے ہیں اور مُطعِم، عمارہ سے تبادلے کی تجویز کو اس لیے بر بنائے انصاف کہہ رہا ہے کہ اس طرح مکہ میں بپا کش مکش ختم ہو جائے۔ تاہم مُطعِم بن عدی، ابو طالب کی مانند ایک بڑا سردار تھا اور دو مواقع پر اُس نے محمد ﷺ کی بھرپور مدد کی، پہلی بنو ہاشم سے معاہدہ مقاطعہ کو ختم کرانے میں اور دوسری مرتبہ طائف سے واپسی پر نبی ﷺ کو اپنی پناہ میں مکہ واپس لانے میں۔ ان واقعات کی تفصیل اپنی جگہ آئے گی۔

۵۲ عمارۃ، ولید بن مغیرہ [ابو جہل کا حقیقی چچا] کے بیٹے اور خالد بن ولیدؓ کے سگے اور ابو جہل کے چچا زاد بھائی تھے۔ یوں جانا جا سکتا ہے کہ قریش نے اپنے دامن سے قیمتی ترین جوان جو وہ اپنے درمیان سے مہیا کر سکتے تھے لا کر ابو طالب کے قدموں میں ڈال دیا تھا۔

سکتا۔ کیا تم نہیں جانتے کہ جب اونٹنی اپنا بچہ کھو دیتی ہے تو کسی دوسرے بچے سے پیار نہیں کرتی۔ اس پر نوفَل بن عبد مناف کے پوتے مُطعِم بن عَدی نے کہا: اللہ کی قسم! اے ابوطالب! تم سے تمھاری قوم نے انصاف کی بات کہی ہے اور جو صورت تمھیں ناگوار ہے اُس سے بچنے کی شکل بنائی ہے، لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تم تو کسی بات کو قبول نہیں کرنا چاہتے۔

ابوطالب کے جواب سے قریش کی شدید مایوسی : واللہ! تم لوگوں نے مجھ سے انصاف کی بات نہیں کی ہے بلکہ تم [مُطعِم بن عَدی کی طرف روئے سخن کر کے] بھی میرا ساتھ چھوڑ کر میرے دشمنوں کی مدد پر آمادہ ہو گئے ہو تو ٹھیک ہے جو چاہو کر لو۔ یہ وہ موقع تھا جب مشرکینِ قریش اس بات سے مایوس ہو گئے کہ ابوطالب کی زندگی میں وہ محمدؐ کو قتل کر سکیں گے۔ تاہم محمد ﷺ کے دین کی اور آپؐ کے پیروکاروں کی ازبس مخالفت کرنے کا انھوں نے عزم کر لیا، آپ ﷺ کا لایا ہوا دین اُن سے اُن کی سرداری، بے قید زندگی چھین کر اُن کو اللہ اور اُس کے رسول کا مطیع بناتا تھا اور ساتھ ہی اُن سے کعبے کی تولیت بھی چھین لینے کا مدعی تھا کہ یہ ابراہیمؑ کا ورثہ تھا اور محمد ﷺ اپنے آپ کو جائز وارث بنا کر پیش کرتے تھے یہی بات اُن کو سب سے زیادہ ناگوار تھی، اس لیے کہ کعبے کی تولیت کی بنا پر وہ سارے عرب کے چودھری بنے ہوئے تھے، انھیں خطرہ تھا کہ کعبے کو بتوں سے پاک کر دیں گے تو کون یہاں حج پر آئے گا، ہماری معیشت کا کیا ہوگا، نبی ﷺ انھیں یقین دلاتے تھے کہ اگر تم میرا ساتھ دو اور اللہ کے علاوہ سارے معبودانِ باطل سے خلع حاصل کر لو تو میں تمھیں عرب و عجم کی بادشاہی کی نوید دیتا ہوں، مگر ایسی عرب و عجم کی بادشاہی جس میں انھیں سرداری کی ضمانت نہ ہو کیوں کر سردارانِ مشرکینِ قریش کو اپیل کر سکتی تھی۔

مشرکینِ قریش کے لیے اب اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ اب وہ کام شروع کر دیں جس کے لیے انھوں نے اپنے ہاتھوں کو روک رکھا تھا وہ یہ کہ اپنے زیرِ نگیں افراد کو جس درجے مجبور کر سکتے ہوں مجبور کریں کہ محمدؐ کے دین کو ترک کر دیں، چشمِ فلک نے یہ منظر حیرت سے دیکھا کہ وہ ایک فرد کو بھی انتہائی جسمانی تشدّد اور معاشی مار کے ذریعے بھی تبدیل نہ کر سکے۔

☆☆☆☆☆